اکائی I
باب 3

انسانی ترقی

ساٹھ سال قبل ریکھا کی پیدائش اترا کھنڈ کے ایک چھوٹے سے کسان کے گھر ہوئی تھی۔ جب اُس کے بھائی اسکول جاتے تھے تو وہ گھر کے کام کاج میں اپنی ماں کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ اُس نے کسی طرح کی تعلیم نہیں حاصل کی تھی۔ شادی کے فوراً بعد جب وہ بیوہ ہوگئی تو پوری طرح سسرال پر منحصر ہوگئی، وہ معاشی طور پر خود کفیل نہیں ہو پائی اور اُسے لوگوں کی بے رخی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بھائی نے اس کی دہلی آنے میں مدد کی۔

اسے پہلی بار بس اور ریل گاڑی میں سفر کرنے اور دہلی جیسے بڑے شہر کو دیکھنے کا موقع ملا۔ لیکن کچھ ہی دِنوں میں اس شہر نے جس نے اپنی اونچی عمارتوں، سڑکوں، ترقی کے مواقع اور بہترین سہولیات کے ذریعہ اُسے اپنی طرف متوجہ کیا تھا، اس کے سارے خواب چکنا چور کر دیے۔

شہر کو اچھی طرح دیکھنے اور سمجھنے کے بعد وہ تضادات کو سمجھنے لگی۔ جھگی اور گندی بستیوں کے جھنڈ، ٹریفک کا اژدحام، بھیڑ، جرائم، غربت، چھوٹے چھوٹے بچوں کا چوراہوں پر بھیک مانگنا، فٹ پاتھ پر لوگوں کا سونا، آلودہ پانی اور ہوا، ترقی کا دوسرا ہی چہرہ اُجاگر کرتے تھے۔ وہ سوچا کرتی تھی کہ کیا ترقی اور پس ماندگی ایک ساتھ ممکن ہے؟ کیا ترقی آبادی کے ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ کے مقابلہ میں زیادہ فائدہ پہنچاتی ہے؟ کیا ترقی امیر اور غریب کے درمیان فاصلے پیدا کرتی ہے؟ آیئے ان عقدوں کا جائزہ لیں اور حالات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

اس کہانی کے سبھی مذکورہ مسائل میں ترقی سب سے اہم ہے۔ کم مدت میں کچھ علاقوں اور کچھ لوگوں کی بڑے پیمانے پر ترقی ماحول کی پست کاری کے ساتھ لوگوں کی ایک بڑی تعداد کے لیے غربت اور ناقص تغذیہ کے لیے ذمہ دار ہے۔ کیا ترقی کسی خاص طبقہ کے لیے ہی محدود ہے؟

بظاہر ایسا مانا جاتا ہے کہ ''ترقی آزادی ہے'' جس کا تعلق جدیدیت عیش، سہولت اور دولت کی فراوانی سے ہے موجودہ حوالہ میں کمپیوٹرائزیشن، صنعت کاری، پراثر ذرائع آمدورفت اور رسل ورسائل، بہتر اور وسیع تعلیمی نظام، طبی سہولیات، لوگوں کی فلاح اور حفاظت وغیرہ کو ترقی کا پیمانہ سمجھا

جاتا ہے۔ ہر فرد، طبقہ اور سرکار ترقی کو ان ہی سہولیات کی فراہمی اور پہنچ کے تعلق سے ناپتے ہیں۔ لیکن یہ ترقی کا جزوی اور یک طرفہ نظارہ ہوسکتا ہے۔ اِسے عام طور پر ترقی کا مغربی یا یوروپی نظریہ کہتے ہیں۔ سامراجیت سے متاثر ہندوستان جیسے ملک میں غلامی، حاشیہ برداری، پسماندگی، سماجی، بھید بھاؤ اور علاقائی غیر مساوی ترقی کا دوسرا رخ دکھاتے ہیں۔

اس طرح ہندوستان کے لیے ترقی کے معنی خوشحالی، بے اعتنائی اور محرومی کا ایک ملاجلا احساس ہے۔ ہندوستان میں جہاں ایک طرف کچھ علاقے مثلاً میٹروپولیٹن مراکز اور دوسرے ترقی یافتہ انکلیو ہیں جن میں آبادی کے چھوٹے سے حصے کو تمام جدید سہولیات دستیاب ہیں وہیں دوسری طرف وسیع دیہی علاقہ اور شہری گندی بستیاں ہیں جہاں آبادی کا بیشتر حصہ سکونت پذیر ہے وہاں پینے کا پانی، تعلیم اور صحت عامہ جیسی بنیادی سہولیات بھی دستیاب نہیں ہیں۔ اگر سماج کے مختلف طبقوں کے درمیان ترقی کے مواقع کی تقسیم پر غور کیا جائے تو صورت حال کافی سنگین نظر آتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ درج فہرست ذاتیں، درج فہرست قبائل، بے زمین زرعی مزدوروں، غریب کاشت کاروں اور گندی بستیوں میں رہنے والوں کی ایک بڑی تعداد حاشیہ پر ہے۔ ان سب میں عورتوں کی حالت زار نمایاں ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگرچہ ملک میں ترقی ہو رہی ہے لیکن مذکورہ بالا طبقات کی حالت وقت کے ساتھ ساتھ بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کا ایک بڑا حصہ انتہائی غربت اور غیر انسانی حالات میں زندگی گزارنے کے لیے مجبور ہے۔

ترقی کا ایک پہلو اور بھی ہے جس کا لوگوں کی خستہ حالی سے سیدھا تعلق ہے۔ یہ پہلو ماحول کی آلودگی کا ہے جس کی وجہ سے ماحولیاتی بحران پیدا ہوا ہے۔ ہوا، مٹی، پانی اور شور کی آلودگی کی بنا پر نہ صرف ہماری مشترکہ وراثت کو خطرہ لاحق ہے بلکہ یہ ہمارے سماجی وجود کے لیے بھی خطرہ بن گئے ہیں۔ اس کا مطلب مفلسی میں اضافہ کے لیے تین عوامل ہیں۔ (i) سماجی صلاحیتیں: نقل مکانی اور سماجی رشتوں میں کمزوری کی وجہ سے (سماجی اثاثہ) (ii) ماحول کی صلاحتیں: آلودگی کی وجہ سے اور (iii) ذاتی صلاحیتیں۔ بیماریوں اور حادثات میں اضافہ کی وجہ سے۔ یہ تمام عوامل طرز زندگی اور انسانی ترقی پر ایک منفی اثر ڈالتے ہیں۔

مذکورہ بالا تجربات کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ موجودہ ترقی سماجی عدم انصافی، علاقائی عدم مساوات اور ماحول کی پست کاری جیسے معاملات کو حل کرنے سے نہ کہ صرف قاصر ہے بلکہ اس کے برخلاف موجودہ ترقی کو سماج میں غیر مساوی تقسیم، معیار زندگی اور انسانی ترقی میں گراوٹ، ماحولیاتی بحران اور سماج میں بے چینی کے لیے کافی حد تک ذمہ دار مانا جا رہا ہے۔ کیا ترقی ان مسائل کو پیدا کر کے انھیں پختگی اور دائمیت عطا کرتی ہے۔ لہٰذا یہ سوچا گیا کہ ہندوستان میں انسانی ترقی کے مسئلہ کو حل کرنے کے لیے مغربی ماڈل

انسانی ترقی کیا ہے؟

انسانی ترقی ایک ایسا عمل ہے جس میں انسانوں کے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع، حفظان صحت، آمدنی اور خود اقتداری کے پورے پورے مواقع حاصل ہوں اور جنہیں حاصل کرنے کے لیے طبعی ماحول، معاشی، سماجی اور سیاسی آزادی کا بھرپور استعمال کیا جا سکے۔

پس ہر لحاظ سے ترقی کے لیے بہتر مواقع فراہم کرنا اور ان مواقع کی فہرست کو طویل تر کرنا ہی انسانی ترقی کا اہم پہلو ہے۔ حالانکہ انسانی خواہش کی فہرست میں دیگر اور بھی پہلو شامل کیے جاسکتے ہیں تاہم ایک لمبی صحت مند زندگی، بہتر تعلیم، اونچے معیار زندگی کی خاطر وسائل تک رسائی، سیاسی آزادی، حقوق انسان کی ضمانت، عزت نفس وغیرہ انسانی ترقی کے ایسے پہلو ہیں جن پر کسی بحث کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

© NCERT not to be republished

پرانحصار کرنے کے بجائے دوسرے اقدامات کیے جائیں۔ مغربی ماڈل کے تحت ترقی کو انسانی ترقی، علاقائی عدم مساوات اور ماحولیاتی بحران جیسی تمام خرابیوں کا مداوا سمجھا جاتا ہے۔

ماضی میں کئی بار ترقی کا تنقیدی نظریہ سے مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں مثبت کوشش 1990 میں اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام (UNDP) کی انسانی ترقی رپورٹ کے شائع ہونے کے بعد ہوئی۔ اس وقت سے یہ ادارہ ہر سال انسانی ترقی کی رپورٹ شائع کرتا آ رہا ہے۔ یہ رپورٹ نہ کہ صرف انسانی ترقی کی تعریف بیان کرتی ہے بلکہ انسانی ترقی کے اشاریہ میں ترمیم کرتی ہے اور دنیا کے تمام ممالک کو ان کے حاصل کیے اِسکور کی بنیاد پر درجہ بندی بھی کرتی ہے۔ 1993 کی انسانی ترقی رپورٹ کے مطابق ''جمہوریت کی ترقی اور عوام کی خودمختاری انسانی ترقی کے لیے بنیادی ضرورت ہیں۔'' اس کے علاوہ رپورٹ میں اس بات کا بھی تذکرہ ہے کہ ''ترقی کا تانا بانا لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ لوگ ترقی کے لیے ہوں'' جیسا کہ پہلے ہوتا تھا۔

آپ اپنی نصابی کتاب ''انسانی جغرافیہ کے بنیادی اصول'' میں انسانی ترقی کے تصورات، اشاریوں، اور نظریات کے بارے میں اور اس اشاریہ کو حل کرنے کے طریقوں کے بارے میں پڑھ چکے ہیں۔ آیئے اس سبق میں ہم ہندوستان کے حوالہ سے ان اشاریوں اور تصورات کے اطلاق کا جائزہ لیں۔

ہندوستان میں انسانی ترقی
(Human Development in India)

120 کروڑ سے بھی زیادہ آبادی کے ساتھ ہندوستان اِنسانی ترقی کے اشاریہ کی رو سے دنیا کے 189 ممالک میں سے 130 ویں مقام پر ہے۔ Human Development Index (HDI) کے مرکب پیمانہ پر ہندوستان کا اسکور 0.640 ہے جو کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ہندوستان ایسے ممالک کے ساتھ ہے جہاں انسانی ترقی کا معیار درمیانی درجہ کا ہے۔

جدول 3.1: ہندوستان اور کچھ دیگر ممالک کا انسانی ترقی کا اشاریہ

ملک	ایچ ڈی آئی قدر	مقام
ناروے	0.953	1
جرمنی	0.936	5
یو ایس اے	0.924	13
یوکے	0.922	14
روس (وفاقی)	0.816	49
ملیشیا	0.802	57
سری لنکا	0.770	76
برازیل	0.759	79
چین	0.752	86
مصر	0.696	115
انڈونیشیا	0.694	116
جنوبی افریقہ	0.699	113
ہندوستان	0.640	130
بنگلہ دیش	0.608	136
پاکستان	0.562	150

ماخذ: یو این ڈی پی انسانی ترقی رپورٹ 2018۔

انسانی ترقی کے اشاریہ کی فہرست میں اندراجات کا کم ہونا باعث تشویش ہے لیکن اسے حاصل کرنے کے طریقہ اور اشاروں کے انتخاب اور مملکتوں کی درجہ بندی کے بارے میں کچھ اعتراضات بھی ہیں۔

انسانی ترقی اشاریہ کا تعین کرتے وقت غلامی، سامراجیت اور نوسامراجیت جیسے تاریخی عوامل، سماجی اور ثقافتی عوامل مثلاً انسانی حقوق کی خلاف ورزی، نسلی امتیاز جو مذہب، صنف، اور ذات کی بنا پر ہو، سماجی مسائل جیسے جرائم، دہشت گردی اور جنگ اور سیاسی عوامل مثلاً طرز حکومت (جمہوریت یا تاناشاہی) اور سطح خودمختاری وغیرہ جیسے اہم عوامل کو اہمیت دینی چاہیے۔ ہندوستان اور دوسرے ترقی پذیر ممالک میں ان عوامل کی خاص اہمیت ہے۔

UNDP کے طے شدہ اشاریوں کا استعمال کرتے ہوئے ہندوستان

© NCERT not to be republished

کے منصوبہ بندی کمیشن نے بھی ہندوستان کے لیے انسانی ترقی سے متعلق ایک رپورٹ تیار کی ہے۔ کمیشن نے انسانی ترقی کے جائزے کے لیے ریاستوں اور مرکزی ریاستوں کو ایک اکائی کے طور پر استعمال کیا ہے۔ بعدازاں، اضلاع کو ایک اکائی مانتے ہوئے ریاستی حکومتوں نے بھی انسانی ترقی رپورٹ تیار کرنا شروع کردی ہے۔ اگرچہ ہندوستان کے منصوبہ بندی کمیشن نے HDI کا اسکور معلوم کرنے کے لیے ان ہی تین عوامل کا استعمال کیا تھا جن کا تذکرہ ''انسانی جغرافیہ کے بنیادی اصول'' کتاب میں کیا جاچکا ہے۔ تاہم اس رپورٹ میں معاشی کامیابی، سماجی خودمختاری، انصاف کی رو سے سماجی برابری، رسائی، حفظانِ صحت، اور ریاستی حکومتوں کے ذریعہ نافذ کیے گئے فلاح و بہبود کے متعدد اقدامات کو بھی خاطر میں لایا گیا ہے۔ کچھ خاص اشارات کے بارے میں ذیل کے صفحات پر ایک جائزہ دیا جارہا ہے۔

معاشی حصولیابیوں کے اشاریے (Indicators of Economic Attainments)

وسائل کی فراوانی اور ان تک تمام لوگوں، خصوصاً غربا، پسماندہ اور حاشیہ بردار لوگوں کی رسائی، پیداواریت وغیرہ فلاح اور انسانی ترقی کی کنجی ہے۔ کل گھریلو پیداوار (GDP) اور اس کی فی کس دستیابی کو کسی ملک کی خوشحالی / جبلی صلاحیتوں کا پیمانہ تصور کیا جاتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ہندوستان کی کل گھریلو پیداوار (موجودہ قیمت پر) 3200 ہزار کروڑ روپے تھی یعنی فی کس آمدنی تقریباً 20,813 روپے ہے۔ بظاہر یہ اعداد وشمار ایک بہترین کارکردگی کا مظہر ہیں لیکن غربت، محرومی، ناقص تغذیہ، ناخواندگی، مفاد پرستی اور ان سب سے اوپر غیر منصفانہ سماجی تقسیم اور بڑے پیمانے پر علاقائی عدم مساوات ان تمام کامیابیوں کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔

مہاراشٹرا، پنجاب، ہریانہ، گجرات اور دہلی جیسی کچھ ترقی یافتہ ستیں ہیں جن کی فی کس سالانہ آمدنی 4000 روپے (81-1980 قیمتوں پر مبنی) ہے۔ جبکہ اتر پردیش، بہار، اڈیشہ، مدھیہ پردیش، آسام، جموں وکشمیر، وغیرہ جیسی غریب ریاستیں بھی ہیں جن کی فی کس سالانہ آمدنی 2000 روپیہ سے بھی کم ہے۔ ان حالات سے موافقت رکھتے ہوئے ترقی یافتہ ریاستوں میں فی کس تصرف بھی غریب ریاستوں کے مقابلہ زیادہ ہے۔ پنجاب، ہریانہ، کیرالا، مہاراشٹرا، اور گجرات جیسی ریاستوں میں فی کس تصرف کا اوسط 690 روپیے ماہانہ سے زیادہ اور اُتر پردیش، بہار، اڈیشہ اور مدھیہ پردیش وغیرہ میں 520 روپیے ماہانہ سے کم ہے۔ یہ تغیر غریبی، بے روزگاری، اور ناقص روزگاری سے جڑی اہم معاشی مشکلات کی طرف اشارہ کرتی ہیں جن کی جڑیں کافی گہری ہوچکی ہیں۔

ریاستوں کی غربت کے غیر مجموعی اعداد وشمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ اڑیسہ، اور بہار جیسی ریاستوں میں 40 فی صد سے زیادہ آبادی خط غربت سے نیچے رہ رہی ہے۔ مدھیہ پردیش، سکم، آسام، تریپورہ، اروناچل پردیش، میگھالیہ، ناگالینڈ، جیسی ریاستوں میں 30 فی صدی سے زیادہ لوگ خط غربت سے نیچے ہیں۔ غربت محرومی کی ایک حالت ہے یہ ایک انسان کی بے چارگی کا مظہر ہے جہاں وہ اپنی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے سے قاصر ہے۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں شرح روزگار 25 فی صد ہے۔ بغیر روزگار کے معاشی ترقی اور بے قابو بے روزگاری ہندوستان میں غربت کی اہم وجوہات میں شمار کیے جاتے ہیں۔

جدول 3.2 : ہندوستان میں غربت، **2000-1999**

ریاست	خط غربت سے نیچے آبادی کا فی صد
آندھرا پردیش	15.77
اروناچل پردیش	33.47
آسام	36.09
بہار	42.60
گوا	4.40
گجرات	14.07
ہریانہ	8.47
ہماچل پردیش	7.63

© NCERT not to be republished

ہماچل پردیش	7.63
مغربی بنگال	27.02
انڈمان اورنکوبار جزائر	20.99
چنڈی گڑھ	5.75
جموں اورکشمیر	3.48
کرناٹک	20.04
کیرالا	12.72
مدھیہ پردیش	37.43
مہاراشٹر	25.02
منی پور	28.54
میگھالیہ	33.87
میزورم	19.47
دادرااورنگرحویلی	17.14
دمن اوردیو	4.44
دہلی	8.23
ناگالینڈ	32.67
اڑیسہ	47.15
پنجاب	6.16
راجستھان	15.28
سکم	36.55
تمل ناڈو	21.12
تری پورہ	34.44
اترپردیش	31.15
لکشدیپ	15.60
پانڈیچیری	21.67
ہندوستان	**26.10**

ماخذ: ہندوستان کا پلاننگ کمیشن (2001) ہندوستان۔قومی انسانی ترقی رپورٹ، صفحہ 166
جدید اعداد وشمار کے لیے صفحہ181 پر دیئے ضمیمے کو دیکھیے۔

سرگرمی

ہندوستان کی کس ریاست میں سب سے زیادہ لوگ خطِ غربت سے نیچے ہیں؟

خطِ غربت کے نیچے بڑھتی ہوئی آبادی کی بنیاد پر ریاستوں کو ترتیب میں لکھیے۔

ان دس ریاستوں کا انتخاب کریے جہاں آبادی کا ایک بڑا حصہ خطِ غربت سے نیچے ہے۔ان اعداد وشمار کے لیے ایک بار گراف بھی بنایئے۔

صحت مند زندگی کے اشارے
(Indicators of a Healthy Life)

بیماری اور تکلیف کے بغیر قدرِ طویل عمر صحت مند زندگی کا ایک اشارہ ہے۔ بچے کی پیدائش سے پہلے اور بعد کی طبی سہولیات کی فراہمی بچوں کی شرح اموات اور ان کی ماؤں کی اموات کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔اس کے علاوہ بزرگوں کو فراہم کردہ طبی سہولیات، مناسب تغذیہ اور انفرادی تحفظ وغیرہ دیگر ایسے اقدامات ہیں جو کہ ایک لمبی عمر کے لیے درکار ہیں۔صحت عامہ سے جڑے کچھ معاملات میں ہندوستان نے قابل تحسین کامیابی حاصل کی ہے۔مثلاً شرح اموات 1951 میں 25.1 فی ہزار تھی جو کہ 1999 میں گھٹ کر 8.1 فی ہزار رہ گئی، اور اسی دوران شیرخواروں کی شرح اموات 148 سے گھٹ کر صرف 70 رہ گی۔اسی طرح 1951-1999 کی مدت میں پیدائش کے وقت عمر کی توقع مردوں کے لیے 37.1 سے بڑھ کر 62.3 سال اور عورتوں کے لیے 36.2 سال سے بڑھ کر 65.3 سال کرنے میں کامیابی ملی۔اگرچہ یہ سبھی بڑی کامیابیاں ہیں لیکن ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔اسی طرح اس مدت میں ہندوستان نے شرح پیدائش کو 40.8 فی ہزار سے کم کر کے 26.1 فی ہزار تک لانے میں کامیابی حاصل کی ہے لیکن ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں یہ شرح پیدائش ابھی بھی کافی زیادہ ہے۔

سوچھ بھارت مشن (SBM)

صنعتوں، شہر سیوریج اور کھلے میں رفع حاجت وغیرہ سے زہریلے اور حیاتیاتی طور پر غیر قابل تجدید کچرے کے اخراج سے تندرستی کے لیے بہت سے موانع پیدا ہوتے ہیں۔حکومت ہند نے ان مسائل کو حل کرنے کے لیے بہت سے

© NCERT not to be republished

قدم اٹھائے ہیں۔سوچھ بھارت مشن بھی انہی میں سے ایک ہے۔

صحت مند دماغ صحت مند جسم میں ہی ہوتا ہے۔ایک تندرست جسم کے لیے صاف ستھرا ماحول اور خاص طور پر صاف پانی، صاف ہوا، شوروشغب سے پاک اور حفظان صحت کے لحاظ سے اچھا ماحول اس کی بنیادی شرائط ہیں۔

شہری کچرا، صنعتی کچرا اور ذرائع نقل وحمل سے پیدا ہونے والی آلودگی، شہری ہندوستان میں آلودگی کے ذرائع ہیں۔شہروں کے جھگی جھوپڑی نیز دیہی علاقوں میں کھلے میں رفع حاجت آلودگی کا بڑا ذریعہ ہیں۔ ہندوستانی حکومت آلودگی سے پاک سوچھ بھارت مشن کے نظریہ کی پابند ہے۔اس اہم پروگرام کے مقاصد ہیں:

- ہندوستان کو کھلے میں رفع حاجت سے پاک کرنا اور شہری ٹھوس کچرے کا سوفی صد سائنٹیفک انتظام وانصرام کرنا، ہر خاندان کے لیے بیت الخلا تیار کرنا، کمیونٹی ٹوائلٹ سیٹیں اور پبلک ٹوائلٹ سیٹیں لگوانا۔
- گھریلو آلودگی دور کرنے کے لیے دیہی علاقوں میں تمام گھروں میں صاف توانائی کا ایندھن LPG مہیا کرانا۔
- پانی میں پیدا ہونے والی بیماریوں کی روک تھام کے لیے ہر گھر میں پینے کا صاف پانی مہیا کرانا۔
- پون اور شمسی توانائی جیسے غیر روایتی ذرائع توانائی کے استعمال کو فروغ دینا۔

صنف خاص، دیہی اور شہری علاقوں میں فراہم کردہ ان تمام سہولیات کا اگر ایک جائزہ لیا جائے تو پتہ چلے گا کہ صورت حال تشویش کن ہے۔ ہندوستان میں عورتوں کا صنفی تناسب کم ہو رہا ہے۔ ہندوستان کی مردم شماری (2001) کے نتائج خصوصاً 6-0 سال کی عمر کے بچوں میں صنفی تناسب بہت ہی تشویش ناک ہے۔اس رپورٹ کے دیگر اہم پہلو یہ ہیں کہ کیرالا کے علاوہ دیگر تمام ریاستوں میں بچوں کے صنفی تناسب میں گراوٹ درج کی گئی ہے۔ پنجاب اور ہریانہ جیسی ترقی یافتہ ریاستوں میں یہ تناسب سب سے زیادہ باعث تشویش ہے جہاں یہ فی ہزار لڑکوں پر 800 لڑکیوں سے بھی کم ہے۔اس کے لیے کون سے عوامل ذمہ دار ہیں؟ سماجی نظریہ ذمہ دار ہے یا پھر سائنسی ایجادات جن کی مدد سے مادرِ شکم میں ہی بچوں کی صنف کے بارے میں معلوم ہو جاتا ہے؟

سماجی خود مختاری کے اِشارے
(Indicators of Social Empowerment)

'ترقی آزادی ہے'۔ بھوک، غربت، غلامی، بے روزگاری، ناواقفی، ناخواندگی، اور دیگر مسائل سے آزادی انسانی ترقی کا راز ہے۔ صحیح معنوں میں آزادی اسی وقت ممکن ہے جب لوگ سماج میں اپنی لیاقت کا استعمال کرنے کے معاملے میں خود مختار ہوں۔ سماج اور ماحول سے متعلق معلومات تک رسائی ہی آزادی کی بنیاد ہے۔ علم اور آزادی کا راستہ خواندگی سے ہو کر گزرتا ہے۔

جدول 3.3 : ہندوستان میں شرح خواندگی 2011

ریاست	کل خواندگی	خواندگی نسواں
انڈیا	**74.04%**	**65.46%**
جموں وکشمیر	68.74	58.01
ہماچل پردیش	83.78	76.60
پنجاب	76.68	71.34
چنڈی گڑھ	86.43	81.38
اتراکھنڈ	79.63	70.70
ہریانہ	76.64	66.77
دہلی این سی آر	86.34	80.93
راجستھان	67.06	52.66
اتر پردیش	69.72	59.26
بہار	63.82	53.33
سکم	82.20	76.43
اروناچل پردیش	66.95	59.57
ناگالینڈ	80.11	76.69
منی پور	79.85	73.17
میزورم	91.58	89.40
تری پورہ	87.75	83.15
میگھالیہ	75.48	73.78

© NCERT not to be republished

آسام	73.18	67.27
مغربی بنگال	77.08	71.16
جھارکھنڈ	67.63	56.21
اڑیسہ	73.45	64.36
چھتیس گڑھ	71.04	60.59
مدھیہ پردیش	70.63	60.02
گجرات	79.31	70.73
آندھرا پردیش	47.53	33.57
دمن اور دیو	87.07	79.59
دادر اور نگر حویلی	77.65	65.93
مہاراشٹرا	82.91	75.48
آندھرا پردیش	67.66	59.74
کرناٹک	75.60	68.13
گوا	87.40	81.84
لکش دیپ	92.28	88.25
کیرالا	93.91	91.98
تمل ناڈو	80.33	73.86
پانڈیچیری	86.55	81.22
انڈومان اور نکوبار	86.27	81.84

ماخذ: ہندوستان کی مردم شماری 2001 ، آبادی کی ابتدائی جدول سلسلہ -1، p 142

ہندوستان کی مردم شماری 2011 ، کے لیے صفحہ 182 پر دئیے گئے ضمیمے کو دیکھئے۔ آبادی کی ابتدائی جدول سلسلہ-1، صفحہ182

سرگرمی

قومی اوسط سے زیادہ شرح خواندگی والی ریاستوں کو تنزلی کی طرف مائل درجہ بند ترتیب دیجیے اور انھیں بار گراف کی مدد سے دکھایئے۔

کیرالہ، میزورم، لکشدیپ اور گوا میں شرح خواندگی دوسری ریاستوں کے مقابلے میں زیادہ کیوں ہے؟

کیا شرح خواندگی انسانی ترقی کا مظہر ہے؟ بحث کیجیے۔

جدول 3.3 میں فی صد خواندگی کچھ اہم نکات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

- ہندوستان میں مجموعی خواندگی تقریباً 74.04 فی صد ہے جبکہ خواتین میں خواندگی محض 65.46 فی صد ہے۔
- زیادہ تر جنوبی ریاستوں میں مجموعی خواندگی اور نسواں خواندگی قومی اوسط سے زیادہ ہے۔
- گوا، سکّم، پانڈی چیری اور شمالی مشرق کی بہت سی چھوٹی ریاستوں میں اور خواتین کی شرح خواندگی قومی اوسط سے زیادہ ہے۔ یوپی، مدھیہ پردیش، راجستھان اور بہار جیسی بڑی ریاستوں کی کل اور خواتین کی شرح خواندگی کم ہے۔

ہندوستان کی ریاستوں کے مابین شرح خواندگی میں عدم مساوات پائی جاتی ہے۔ یہاں ایک طرف بہار جیسی ریاستیں ہیں جہاں شرح خواندگی بہت کم (63.82 فی صدی) ہے اور دوسری طرف کیرالہ اور میزورم جیسی ریاستیں ہیں جہاں شرح خواندگی بالترتیب 93.91 فیصد اور 91.58 فی صد ہے۔

مقامی عدم مساوات کے علاوہ دیہی علاقوں اور معاشرہ کے حاشیہ بردار طبقات جیسے عورتوں، درج فہرست ذاتیں، درج فہرست قبائل، زرعی مزدوروں وغیرہ میں شرح خواندگی بہت کم ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اگر چہ حاشیہ بردار لوگوں کی سطح خواندگی میں بہتری ہوئی ہے لیکن وقت کے ساتھ دولت مند اور حاشیہ بردار لوگوں کے بیچ فاصلے میں اضافہ ہوا ہے۔

ہندوستان میں انسانی ترقی کا اشاریہ
(Human Development Index in India)

مذکورہ بالا خاص اشاروں کے پس منظر میں منصوبہ بندی کمیشن نے ریاستوں اور مرکزی ریاستوں کو اکائی مانتے ہوئے انسانی ترقی کا اشاریہ معلوم کیا ہے۔

انسانی ترقی اشاریہ کے حوالہ سے ہندوستان کو درمیانی درجہ کے ممالک کے ساتھ رکھا گیا ہے۔ دنیا کے 172 ممالک میں ہندوستان کو کون

© NCERT not to be republished

سا مقام حاصل ہے؟ جدول 3.4 سے ظاہر ہے کہ مرکب اشاریہ 0.790 کی درجہ بندی کے ساتھ کیرالہ اول درجہ پر ہے اس کے بعد دہلی، ہماچل پردیش، گوا اور پنجاب کا مقام ہے۔ امید کے مطابق بہار اڈیشہ اور چھتیس گڑھ جیسی ریاستیں ہندوستان کی 23 بڑی ریاستوں میں سب سے نچلے پائدان پر ہیں۔

ان حالات کے لیے کچھ سماجی و سیاسی، معاشی و تاریخی عوامل ذمہ دار ہیں۔ کیرالہ کا انسانی ترقی اشاریہ کا معیار سب سے زیادہ ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ میں یہاں کی خواندگی کا معیار تقریباً سو فی صد درج ہوا ہے۔ دوسری ریاستوں جیسے بہار، مدھیہ پردیش، اڈیشہ، آسام اور اُتر پردیش کا منظر مختلف ہے۔ جہاں شرح خواندگی کم تر درجہ کی ہے۔ مجموعی طور پر زیادہ خواندگی والی ریاستوں میں عورتوں اور مردوں کی شرح خواندگی میں فرق بھی کم پایا جاتا ہے۔

جدول 3.4: ہندوستان۔انسانی ترقی اشاریہ

ریاست	انسانی ترقی قدر	مقام
کیرالا	0.790	1
دہلی	0.750	2
ہماچل پردیش	0.652	3
گوا	0.617	4
پنجاب	0.605	5
شمال مشرق (ماسوا آسام)	0.573	6
مہاراشٹر	0.572	7
تمل ناڈو	0.570	8
ہریانہ	0.552	9
جموں اور کشمیر	0.529	10
گجرات	0.527	11
کرناٹک	0.519	12
مغربی بنگال	0.492	13
اترا کھنڈ	0.490	14
آندھرا پردیش	0.473	15
آسام	0.444	16
راجستھان	0.434	17
اتر پردیش	0.380	18
جھارکھنڈ	0.376	19
مدھیہ پردیش	0.375	20
بہار	0.367	21
اڈیشہ	0.362	22
چھتیس گڑھ	0.358	23

ماخذ: ہندوستان کا پلاننگ کمیشن: ہندوستان کی قومی انسانی ترقی رپورٹ 2011

خواندگی کے علاوہ HDI پر معاشی ترقی کا بھی اثر صاف ظاہر ہوتا ہے۔ معاشی طور پر ترقی یافتہ ریاستوں جیسے مہاراشٹرا، تمل ناڈو، پنجاب اور ہریانہ میں HDI کا معیار چھتیس گڑھ، بہار اور مدھیہ پردیش وغیرہ جیسی ریاستوں کے مقابل زیادہ ہے۔

نوآبادیاتی دور میں پیدا ہوئی علاقائی اور سماجی خرابیوں اور عدم مساوات کے اثرات آج بھی ہندوستان کی معیشت، سیاست اور سماج کو متاثر کر رہے ہیں۔ سماجی انصاف کی پالیسی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت ہند نے ترقی میں ایک طرح کا توازن قائم کرنے کے لیے منصوبہ بند ترقی کے ذریعہ ایک سنجیدہ کوشش کی ہے۔ گو کہ اس پالیسی کو نافذ کرنے کے بعد کئی معاملات میں نمایاں کامیابی ملی ہے لیکن ابھی منزل دور ہے۔

آبادی، ماحول اور ترقی

(Population, Environment and Development)

ترقی اور خاص کر انسانی ترقی سماجی سائنس کا ایک پیچیدہ نظریہ ہے۔ یہ نظریہ پیچیدہ اس لیے ہے کیونکہ ابھی تک یہی مانا جا رہا تھا کہ ترقی اپنے آپ میں ایک مکمل نظریہ ہے اور اگر ایک بار اسے حاصل کر لیا گیا تو تمام سماجی، ثقافتی اور ماحولیاتی دشواریوں سے نجات مل جائے گی۔ اگرچہ ترقی کی وجہ سے انسان کے معیار زندگی میں نمایاں بہتری آئی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ

© NCERT not to be republished

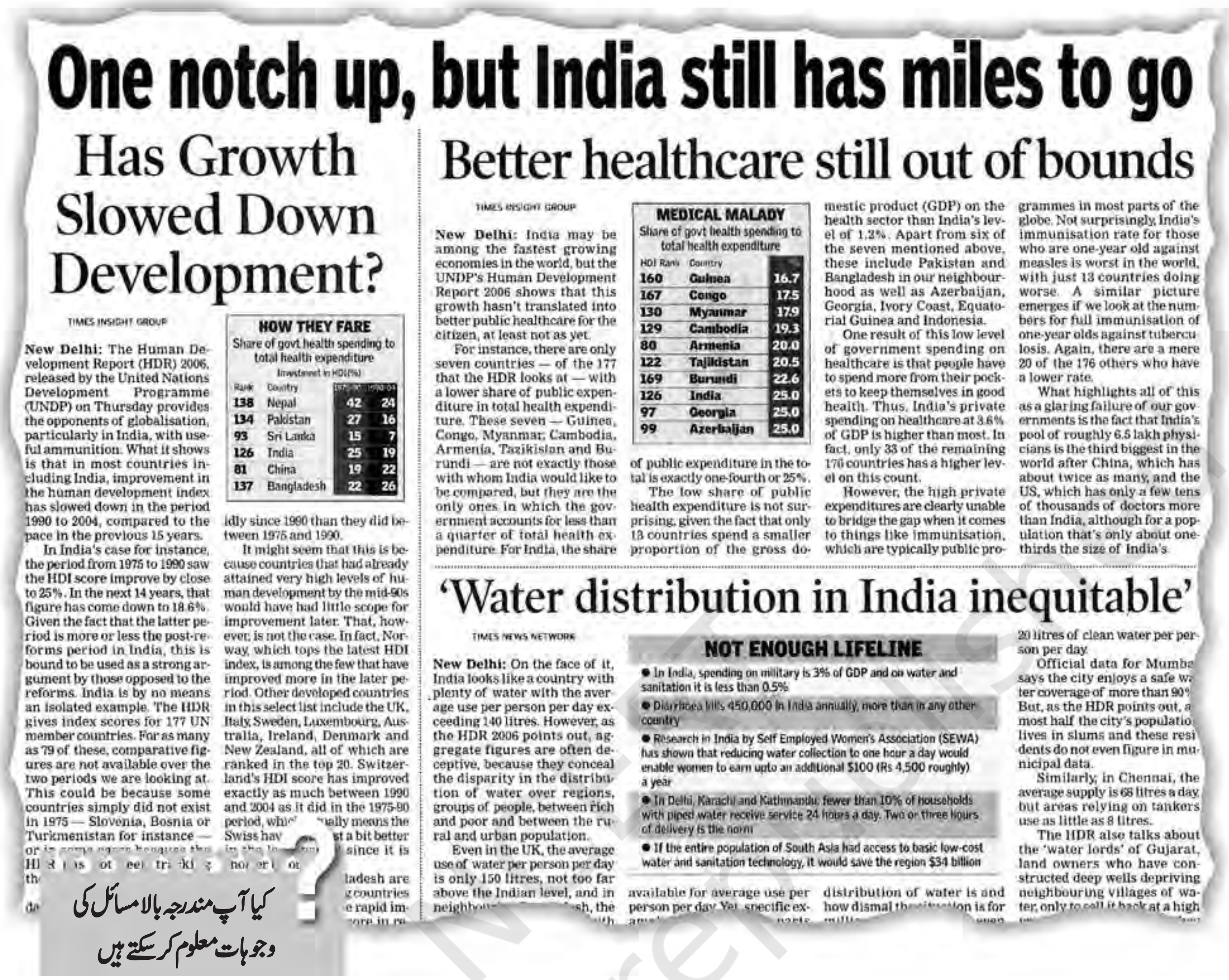

One notch up, but India still has miles to go

Has Growth Slowed Down Development?

TIMES INSIGHT GROUP

New Delhi: The Human Development Report (HDR) 2006, released by the United Nations Development Programme (UNDP) on Thursday provides the opponents of globalisation, particularly in India, with useful ammunition. What it shows is that in most countries including India, improvement in the human development index has slowed down in the period 1990 to 2004, compared to the pace in the previous 15 years.

In India's case for instance, the period from 1975 to 1990 saw the HDI score improve by close to 25%. In the next 14 years, that figure has come down to 18.6%. Given the fact that the latter period is more or less the post-reforms period in India, this is bound to be used as a strong argument by those opposed to the reforms. India is by no means an isolated example. The HDR gives index scores for 177 UN member countries. For as many as 79 of these, comparative figures are not available over the two periods we are looking at. This could be because some countries simply did not exist in 1975 — Slovenia, Bosnia or Turkmenistan for instance — or in some cases because the HDR ...

HOW THEY FARE
Share of govt health spending to total health expenditure

Rank	Country	Investment in HDI(%) 1975-90	1990-04
138	Nepal	42	24
134	Pakistan	27	16
93	Sri Lanka	15	7
126	India	25	19
81	China	19	22
137	Bangladesh	22	26

...idly since 1990 than they did between 1975 and 1990.

It might seem that this is because countries that had already attained very high levels of human development by the mid-90s would have had little scope for improvement later. That, however, is not the case. In fact, Norway, which tops the latest HDI index, is among the few that have improved more in the later period. Other developed countries in this select list include the UK, Italy, Sweden, Luxembourg, Australia, Ireland, Denmark and New Zealand, all of which are ranked in the top 20. Switzerland's HDI score has improved exactly as much between 1990 and 2004 as it did in the 1975-90 period, which ... means the Swiss hav... ...st a bit better ... since it is ... ...ladesh are ...countries ...e rapid im- ...ore in re...

Better healthcare still out of bounds

TIMES INSIGHT GROUP

New Delhi: India may be among the fastest growing economies in the world, but the UNDP's Human Development Report 2006 shows that this growth hasn't translated into better public healthcare for the citizen, at least not as yet.

For instance, there are only seven countries — of the 177 that the HDR looks at — with a lower share of public expenditure in total health expenditure. These seven — Guinea, Congo, Myanmar, Cambodia, Armenia, Tazikistan and Burundi — are not exactly those with whom India would like to be compared, but they are the only ones in which the government accounts for less than a quarter of total health expenditure. For India, the share of public expenditure in the total is exactly one-fourth or 25%.

MEDICAL MALADY
Share of govt health spending to total health expenditure

HDI Rank	Country	
160	Guinea	16.7
167	Congo	17.5
130	Myanmar	17.9
129	Cambodia	19.3
80	Armenia	20.0
122	Tajikistan	20.5
169	Burundi	22.6
126	India	25.0
97	Georgia	25.0
99	Azerbaijan	25.0

The low share of public health expenditure is not surprising, given the fact that only 13 countries spend a smaller proportion of the gross domestic product (GDP) on the health sector than India's level of 1.2%. Apart from six of the seven mentioned above, these include Pakistan and Bangladesh in our neighbourhood as well as Azerbaijan, Georgia, Ivory Coast, Equatorial Guinea and Indonesia.

One result of this low level of government spending on healthcare is that people have to spend more from their pockets to keep themselves in good health. Thus, India's private spending on healthcare at 3.6% of GDP is higher than most. In fact, only 33 of the remaining 176 countries has a higher level on this count.

However, the high private expenditures are clearly unable to bridge the gap when it comes to things like immunisation, which are typically public programmes in most parts of the globe. Not surprisingly, India's immunisation rate for those who are one-year old against measles is worst in the world, with just 13 countries doing worse. A similar picture emerges if we look at the numbers for full immunisation of one-year olds against tuberculosis. Again, there are a mere 20 of the 176 others who have a lower rate.

What highlights all of this as a glaring failure of our governments is the fact that India's pool of roughly 6.5 lakh physicians is the third biggest in the world after China, which has about twice as many, and the US, which has only a few tens of thousands of doctors more than India, although for a population that's only about one-thirds the size of India's.

'Water distribution in India inequitable'

TIMES NEWS NETWORK

New Delhi: On the face of it, India looks like a country with plenty of water with the average use per person per day exceeding 140 litres. However, as the HDR 2006 points out, aggregate figures are often deceptive, because they conceal the disparity in the distribution of water over regions, groups of people, between rich and poor and between the rural and urban population.

Even in the UK, the average use of water per person per day is only 150 litres, not too far above the Indian level, and in neighbou... ...sh, the ... with ... available for average use per person per day. Yet, specific ex... ...parts ... distribution of water is and how dismal the situation is for milli... ...even 20 litres of clean water per person per day.

NOT ENOUGH LIFELINE

- In India, spending on military is 3% of GDP and on water and sanitation it is less than 0.5%
- Diarrhoea kills 450,000 in India annually, more than in any other country
- Research in India by Self Employed Women's Association (SEWA) has shown that reducing water collection to one hour a day would enable women to earn upto an additional $100 (Rs 4,500 roughly) a year
- In Delhi, Karachi and Kathmandu, fewer than 10% of households with piped water receive service 24 hours a day. Two or three hours of delivery is the norm
- If the entire population of South Asia had access to basic low-cost water and sanitation technology, it would save the region $34 billion

Official data for Mumbai says the city enjoys a safe water coverage of more than 90%. But, as the HDR points out, almost half the city's population lives in slums and these residents do not even figure in municipal data.

Similarly, in Chennai, the average supply is 68 litres a day, but areas relying on tankers use as little as 8 litres.

The HDR also talks about the 'water lords' of Gujarat, land owners who have constructed deep wells depriving neighbouring villages of water, only to sell it back at a high ...

علاقائی اور سماجی عدم مساوات، محرومی، بھید بھاؤ، انسانی حقوق اور انسانی قدروں کی پامالی اور ماحول کی پست کاری میں بھی اضافہ ہوا ہے۔

ان مسائل کی اہمیت اور شدت کو اقوام متحدہ نے محسوس کیا اور اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام(UNDP) نے 1993 کی انسانی ترقی سے متعلق رپورٹ میں ترقی کے اس نظریہ میں شامل بالا خامیوں کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔لوگوں کی حصہ داری اور ان کا تحفظ 1993 کی انسانی ترقیاتی رپورٹ کے اہم نکات تھے۔رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا کہ انسانی ترقی کے لیے کم از کم جمہوریت کی مضبوطی اور لوگوں کی خود مختاری اشد ضروری ہے۔رپورٹ نے امن وسکون اور انسانی ترقی کے لیے سماجی تنظیموں کے مثبت کردار کا اقرار کیا ہے۔سول سوسائٹیز کو ترقی یافتہ ممالک کے دفاعی اخراجات میں کمی، افواج کی نقل وحرکت کو ختم کرنے، دفاعی ساز و سامان کے بجائے بنیادی اشیا اور خدمات کو پیدا کرنے اور خاص طور پر ایٹمی ہتھیاروں کی تعداد میں کمی کرنے یا انھیں تباہ کرنے کے لیے عوامی بیداری پیدا کرنے کے لیے کام کرنا چاہیے۔اس جوہری دور میں امن وسکون اور فلاح و بہبود کے لیے ایک عالمی فکر لاحق ہے۔

اس نقطہ فکر کے دوسرے سرے پر نیو مالتھوزین، ماہرین ماحولیات اور بنیادی ماہرین ماحولیات شامل ہیں۔ان کا یقین ہے کہ ایک خوشحال اور پرسکون سماجی زندگی کے لیے آبادی اور وسائل کے درمیان مناسب توازن ضروری ہے۔ان مفکروں کے مطابق 18 ویں صدی کے بعد آبادی اور وسائل کے درمیان کا فرق کافی بڑھ گیا ہے۔پچھلے تین سو سال میں عالمی

وسائل میں معمولی اضافہ ہوا ہے جب کہ انسانی آبادی میں بے تحاشا اضافہ ہوا ہے۔ ترقی نے صرف دنیا کے محدود وسائل کے کثیر استعمال کی حوصلہ افزائی کی ہے جس کی وجہ سے ان وسائل کی مانگ میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔ لہٰذا کسی بھی ترقیاتی سرگرمی کے لیے آبادی اور وسائل کا توازن برقرار رکھنا ضروری ہے۔

سر رابرٹ مالتھوس پہلے ایسے دانشور تھے جنھوں نے انسانی آبادی کے مقابلے میں وسائل کی کمی کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا تھا۔ بظاہر یہ مباحثہ منطقی اور قابل یقین لگتا ہے لیکن اگر تنقیدی نظریہ سے دیکھا جائے تو اس میں کئی بنیادی خامیاں ہیں مثلاً وسائل ایک غیر جانبدار شے نہیں ہیں۔ وسائل کی دستیابی اتنی اہمیت نہیں رکھتی جتنی کہ اس کی سماجی تقسیم۔ وسائل کی تقسیم ہر ملک میں غیر مساوی ہے۔ خوشحال ممالک اور لوگوں کی دسترس وسائل کے ذخائر تک آسان ہے جبکہ غریب ممالک اور لوگوں کے وسائل کم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ، طاقتور لوگوں کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ وسائل پر اختیار حاصل کرنے کے لیے نہ ختم والی جدوجہد اور اپنی طاقت کے اظہار کے لیے ان کا استعمال ہی ٹکراؤ اور آبادی، وسائل اور ترقی میں بظاہر تضاد کی خاص وجوہات ہیں۔

ہندوستانی سماج اور تہذیب ایک لمبے عرصے سے آبادی، وسائل اور ترقی جیسے مسائل کے بارے میں کافی حساس رہا ہے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قدیم الہامی کتابوں میں قدرتی عناصر کے درمیان توازن اور مطابقت کو کافی اہمیت دی گئی ہے۔ مہاتما گاندھی نے ان دونوں کے درمیان توازن اور مطابقت کو دوبارہ قائم کرنے کی وکالت کی تھی۔ وہ موجودہ ترقی خصوصاً جدید طرزِ صنعت کاری کی وجہ سے ہونے والی روحانی، اخلاقی، خود کفیلی، عدم تشدد، باہمی رابطہ اور ماحول کی پست کاری سے کافی فکر مند تھے۔ ان کا ماننا تھا کہ سادگی، سماجی قدروں کا تحفظ اور عدم تشدد فرد واحد اور ملک کی ترقی کا راز ہیں۔ ان کے خیالات کی گونج، 'کلب آف روم' کی رپورٹ "لیمٹس ٹو گروتھ" (1972)، شُماکر کی کتاب "اسمال اِز بیوٹی فل" (1974)، برن لینڈ کمیشن (Brundtland Commision) کی رپورٹ "آور کامن فیوچر" (1987) اور آخر میں ریو اوڈی جانیرو میں منعقد کانفرنس 'Rio-(1993) Conference' کے ایجنڈا۔21 میں دوبارہ سنی گئی ہے۔

مشقیں

1. نیچے دیے گئے چار جوابات میں سے صحیح جواب کا انتخاب کیجیے۔

(i) انسانی ترقی اشاریہ (2011) کے مطابق ہندوستان کا مقام کون سا تھا؟

(a) 126 (b) 134

(c) 128 (d) 129

© NCERT not to be republished

(ii) مندرجہ ذیل ہندوستانی ریاستوں میں سے کس ریاست کوانسانی ترقی اشاریہ میں پہلا مقام حاصل ہے؟

(a) تمل ناڈو (b) پنجاب

(c) کیرالہ (d) ہریانہ

(iii) مندرجہ ذیل ریاستوں میں کم ترنسواں خواندگی کس ریاست میں ہے؟

(a) جموں اور کشمیر (b) اروناچل پردیش

(c) جھارکھنڈ (d) بہار

(iv) ہندوستان کی کس ریاست میں 0-6 سال کی عمر کی بچیوں کا صنفی تناسب سب سے کم ہے؟

(a) گجرات (b) ہریانہ

(c) پنجاب (d) ہماچل پردیش

(v) ہندوستان کی کس مرکزی ریاست میں شرح خواندگی سب سے زیادہ ہے؟

(a) لکشدیپ (b) چنڈی گڑھ

(c) دمن اور دیو (d) انڈمان اور نکوبار جزائر

2. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تقریباً 30 الفاظ میں دیجیے۔

(i) انسانی ترقی کی تعریف کیجیے۔

(ii) شمالی ہند کی ریاستوں میں انسانی ترقی کے کم معیار کی دو وجوہات بتائیے۔

(iii) ہندوستان میں بچوں کے صنفی تناسب میں گراوٹ کی دو وجوہات بتائیے۔

3. مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تقریباً 150 الفاظ میں دیجیے۔

(i) ہندوستان میں 2001 میں نسواں خواندگی کی مکانی ترتیب پر بحث کیجیے اور اس کے لیے ذمہ دار عوامل کا تذکرہ کیجیے۔

(ii) ہندوستان کی 15 بڑی ریاستوں میں انسانی ترقی کے مکانی تغیر کو پیدا کرنے والے عوامل کون سے ہیں؟

© NCERT not to be republished